QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

فقہی احکام خمسہ کی اہمیت و عملی افادیت؛ ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Practical Expediency & Importance of Five Jurisprudential Rules

Fazail Asrar Ahmad
Doctoral Candidate, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore. Email: fazailkh11@gmail.com
Prof. Dr. Muhammad Ijaz
Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore.
Email: ijaz.szic@gmail.com

This article discusses importance and practical expediency of Five Well-known and most important traditional Sharia Rules i.e. Obligation, Desirable, Forbidden, Unpleasant and Acceptable. Since the early development of Islamic Jurisprudence, difference of opinion exists among the Founders, Jurists, Lawyers and Followers of Islam regarding determination of legal status of various religious commands. This is the reason that Islamic Jurists classified acts and omissions into five famous rules on the basis of their legal implications and far-reaching effects. The well-known types of Sharia rules and their further division are based on the extent of available freedom in their practice. These Sharia rules have been analyzed in the light of research writings of some of the famous and authentic Muslim jurists. This research shows the Practical benefits and implications of the five sharia rules. Special focus has been given to the connotation and interpretation of the concept of obligation and its related terms.

Key Words: Sharia Rules, Commands, Islamic Law, Objectives, Limitations.

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor Academic Scientific Journals
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تعارف:

مسلمانوں کے درمیان فقہی مسائل کی شرعی حیثیت کے حوالے سے پائی جانے والی غلط فہمیوں کی دیگر وجوہات کے علاوہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کی اکثریت کو اعمال کی شرعی حیثیت کا علم ہی نہیں ہوتا۔ کسی فعل کو انجام دینے کی شرعی حیثیت کیا فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا مستحب، حرام ہے یا مکروہ اور یا پھر مباح۔ انہی اور ان جیسے دیگر امور کے جاننے کو احکام خمسہ کے علم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جب تک معاملات و مسائل کے استنباط (قانون سازی کرنا) اور اُن کی شرعی حیثیت (حکم) کا علم نہ ہو تب تک مکلفین(۱) کے اندر نہ تو ایمان ویقین کی پختگی پیدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی تبلیغ ودعوت دین کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مطلوبہ وثوق اور اعتماد پیدا ہو سکتا ہے۔ ہر عاقل وبالغ جس تک دعوت اسلام پہنچ چکی ہو مکلف کہلاتا ہے۔[1]

علماء اُصول اور فقہاء اسلام نے تفصیلی دلائل کی روشنی میں احکام خمسہ کی شرعی حیثیت کا تعین کرنے کی قابل تعریف کوششیں کی ہیں جن کا مطالعہ دل ودماغ میں ایمان کی پختگی اور شریعت فہمی کے لئے درست بنیاد بن سکتا ہے۔ احکام خمسہ کی شرعی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے قانونی اصطلاحات (۱) حکم شرعی اور اس کی اقسام (۲) شارع اور خطاب شارع کا جاننا اور سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ذیل میں اسلامی اصول قانون کی ان دو بنیادی اصطلاحات کی وضاحت کی جاتی ہے تاکہ موضوع تحقیق کی تفہیم میں سہولت اور آسانی میسر رہے۔

حکم شرعی

الحكم خطاب الله تعالى المتعلق بافعال المكلفين بالاقتضاء او التخيير اوالوضع۔[2]

ابن حاجب کے مطابق حکم شرعی سے مراد شارع کا وہ حکم ہے جو اُس نے مکلفین کے اعمال کے بارے میں دیا ہو اور وہ حکم اُن اعمال کی شرعی حیثیت یعنی اُن کے لازمی یا اختیاری۔ اور یا پھر وضعی ہونے کی وضاحت بھی کرتا ہو۔ یہ تعریف جمہور اصولیین کے نزدیک ہے۔

الحکم خطاب الشارع بفائدۃ شرعیۃ یختص بہ۔[3] حکم سے مراد شارع کا وہ خطاب ہے جس سے اُس حکم کی مخصوص شرعی حیثیت کو جانے کا فائدہ حاصل ہو۔

هو اثر الخطاب الذي يصدر عن الشارع الخ۔[4]

شارع کے خطاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اثرات (وجوب، حرمت، ندب، کراہت، اباحت، سببیت، مشروطیت یا مانعیت) کو حکم شرعی کہتے ہیں جیسے نماز کا فرض ہونا، زنا (بدکاری) کا حرام ہونا، کھانے پینے کا جواز، نماز کے لئے وضو اور وراثت کے لئے قرابت جیسی شرائط کا ہونا وغیرھا۔

شارع:

فقہ اور اصول فقہ کی مباحث میں شارع کی اصطلاح سے مراد اسلامی قانون سازی کی حتمی اتھارٹیز ہیں۔ یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس ہیں۔

[1] Muḥammad Ibrāḥīm ḥaqnāvī, Mo'jam Gharīb ul-Fiqh wa al-Usūl (Egypt: Dār al-ḥadith, 2009 AD), 590.

[2] Shams ud-Dīn Maḥmūd bin 'Abdul Reḥmān Aṣbaḥānī, Biyān al-Mukhtaṣar Sharaḥ Ibn-e-ḥājib fī ūsūl al-Fiqh (Egypt: Dār ul-Salām, 2004 AD), 205-6/1.

[3] Shams ud-Dīn Maḥmūd bin 'Abdul Reḥmān Aṣbaḥānī, Biyān al-Mukhtaṣar Sharaḥ Ibn-e-ḥājib fī ūsūl al-Fiqh, 206/1.

[4] Muḥammad Ibrāḥīm Salqainī, Al-Muyassar Fī Usūl al-Fiqh (Beirūt: Dār al-Fikr al-Mu'āṣir, Ist Edition 1991 AD), 197.

خطاب شارع

المراد من خطاب الشارع الوصف الذي يعطيه الشارع الخ -[5]

افعال مکلفین کی وہ شرعی حیثیت جس کا تعین شارع نے کیا ہو مثلاً حرمت، کراہت، لزوم و وجوب، استحباب یا کراہت وغیر ھا۔

حکم شرعی کی اقسام

اسلامی اصول قانون کے ماہرین نے حکم کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ حکم تکلیفی ۲۔ حکم وضعی

i) حکم تکلیفی

ما يقتضى طلب الفعل او طلب الترك او التخيير بينهما.

ایسا حکم جو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے یا دونوں (طلب و منع) میں سے کسی ایک امر کو اختیار کرنے کا تقاضا کرے، حکم تکلیفی کہلاتا ہے مثلاً معاہدات کی پابندی کرنا، الوہیت اور عبادت میں اللہ تعالیٰ کی توحید کو اختیار کرنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا، بیوہ کا چار ماہ اور دس دن بطور عدت گزارنا، قرض کو لکھ لینا، یتیم کے مال میں بہترین طریقے سے تصرف کرنا، خمر و میسر اور انصاب و ازلام کو ترک کرنا، فواحش، گناہ، سرکشی اور اشراک باللہ سے دور رہنا وغیر ھا۔

ii) حکم وضعی

ما يقتضى جعل شي سببا لاخرا و شرطاله او ما نعامنه.

ایسا حکم جو کسی ایک شے کے کسی دوسری شی کے لئے سبب، شرط یا مانع بننے کا تقاضا کرے، حکم وضعی کہلاتا ہے مثلاً میراث کے لئے قرابت کا پایا جانا وجوب حج کے لئے استطاعت کا ہونا، نکاح کے لئے شہادت شرط ہے۔ حد کے اجراء کے لئے سرقہ سبب ہے جب کہ قتل حصول وراثت میں مانع ہے۔[6]

اسلامی قانون، علم اصول کے دائرہ میں رہتے ہوئے استنباط مسائل کا نام ہے جب کہ اسلامی قانون اور علم اصول دونوں کی غرض وغایت حکم شرعی کی پہچان ہی ہے۔ البتہ اصول فقہ میں حکم شرعی کا جائزہ ان قواعد اور طریقوں کو مرتب کرنے کے لحاظ سے لیا جاتا ہے جن کی مدد سے حکم شرعی تک رسائی حاصل ہو۔[7]

حکم شرعی کی مذکورہ بالا دونوں اقسام کو یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ اگر حکم شرعی اقتضاء یا تخییر ا ہو تو اُسے حکم شرعی تکلیفی کہا جاتا ہے اور اگر حکم شرعی دو امور کے درمیان کسی قسم کا ربط یعنی سبب، شرط یا مانع کی صورتوں میں قائم کرے تو وہ حکم وضعی کہلائے گا۔

حکم شرعی کی نوعیت اگر اقتضاء ہو تو اُس کی درج ذیل چار صورتیں بنتی ہیں۔

حکم شرعی کے ذریعے یا تو کسی فعل کی ادائیگی کا مطالبہ ہو گا یا پھر کسی فعل سے رک جانے کا مطالبہ ہو گا۔

---

[5] Muḥammad Abū Zohrā, Uṣūl al-Fiqh (Egypt: Dār al-Fikr Al-ʿArbī), 23.

[6] Muḥammad Ibrāḥīm Salqainī, Al-Muyassar Fī Usūl al-Fiqh, 197.

[7] ʻAbdul Karīm Zeidān, Al-Wajīz fī Usūl al-Fiqh (Beirūt: Moʻassisah ar-Risālah Nāshirān, Ist Edition: 2006 AD), 23.

مذکورہ دونوں مطالبات یا جازمہ (لازمی) ہوں گے اور یا پھر غیر جازمہ (اختیاری)۔
حکم شرعی کے ذریعے کسی فعل کی ادائیگی یا ممانعت کا مطالبہ، اگر لازمی ہو تو اس کو بالترتیب واجب اور حرام کے درجات میں شمار کیا جائے گا اور اگر ایسا مطالبہ غیر لازم ہو تو ان کو بالترتیب مستحب اور مکروہ کے درجات میں شمار کیا جائے گا۔

ا-واجب

اگر کسی فعل کی ادائیگی کا مطالبہ لازمی ہو تو اُسے واجب کہا جائے گا اور اُس کا عملی اثر یہ ہو گا کہ اُس کی ادائیگی لازمی ہو گی مثلاً
وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً[8]
اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اُس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔[9]
اس آیت میں اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے۔
ایسے حکم میں لزوم (وجوب) اور تحتیم (قطعیت) پائی جاتی ہے۔

۲۔ مستحب

۳۔ طلب فعل اگر غیر جازم (غیر لازم) ہو تو اُسے مستحب کہا جاتا ہے مثلاً
إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ[10]
"جب تم ایک دوسرے کو قرض دو مدت مقرر تک تو لکھ لیا کرو اُسے۔"
یہاں کتابت دین (قرض کو تحریر میں لانے) کا حکم استحباب پر مبنی ہے۔

۳-حرام

کسی فعل کو ترک کرنے کا مطالبہ اگر لازمی نوعیت کا ہو تو اُسے تحریم کہیں گے اور اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ وہ امر معاملہ حرام قرار پائے گا مثلاً
إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[11]
"یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں، شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تا کہ تم فلاح پاجاؤ۔"
چوں کہ اس آیت میں ترک فعل کا مطالبہ لازمی نوعیت کا ہے لہذا اس فعل کا انجام دینا حرام قرار پائے گا۔[12]

۴۔ مکروہ

اگر ترک فعل کا مطالبہ غیر لازم ہو تو اسے تکریہ کہا جاتا ہے اور اُس کا فائدہ یہ ہے کہ ایسا فعل مکروہ کہلائے۔
لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ[13]

[8] Isrāīl, 23:17.
[9] اس مضمون میں درج آیات قرآنیہ کا ترجمہ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، جمال القرآن مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور سے نقل کیا گیا ہے۔
[10] Al-Baqarah, 282:2.
[11] Al-Māidah, 90:5.
[12] Muḥammad Ibrāḥīm Salqainī, Al-Muyassar Fī Usūl al-Fiqh, 198-201.
[13] Al-Māidah, 101:5.

"مت پوچھا کرو ایسی باتیں کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لئے تو بُری لگیں تمہیں۔"

آیت مذکورہ میں نہی عن السؤال علی سبیل التحریم نہیں ہے بلکہ ترک فعل کے مطالبہ کے غیر لازمی ہونے کی وجہ سے اس کی نوعیت مکروہ ہے۔ اس کی تصدیق درج ذیل قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوتی ہے۔ "بے شک اللہ تعالیٰ نے قیل وقال، کثرت سوال اور اضاعت مال (دولت کو ضائع کرنا) کو مکروہ قرار دیا ہے"۔[14]

۵-مباح

اگر خطاب (حکم شرعی) اختیاری نوعیت کا ہو یعنی جہاں کسی فعل کو انجام دینے یا ترک کرنے میں کسی ایک کو ترجیح حاصل نہ ہو تو اسلامی اصول قانون کے ماہرین ایسے معاملہ کو مباح کی اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ [15]

"نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے"۔ اس آیت میں نفی حرج کا بیان ہے اور آیت میں مذکورہ لوگوں کے لئے انفرادی یا اجتماعی کام کی انجام دہی میں اختیار دیا گیا ہے جو اباحت پر دلالت کرتا ہے۔"

حکم تکلیفی کی اقسام کا تحلیلی جائزہ:

درج بالا تشریحات کی روشنی میں حکم تکلیفی کی ذیل میں درج پانچ اقسام شمار کی جاتی ہیں جبکہ حنفی مکتبِ فکر (جو امام ابو حنیفہؒ کے اجتہادی منہج کے مطابق ہو) میں حکم تکلیفی کی تقسیم میں عملی افادیت اور سہولت کے عناصر کو زیادہ سے زیادہ ترجیح اور اہمیت دی گئی ہے اور یوں حکم تکلیفی کو پانچ کی بجائے سات اقسام میں بیان کیا گیا ہے۔

۱-واجب	۲-مندوب	۳-حرام
۴-مکروہ	۵-مباح	

یہاں یہ بات ذکر کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ حنفی مکتب فکر کے نزدیک حکم تکلیفی کی درج ذیل سات اقسام بنتی ہیں:

۱-فرض	۲-واجب	۳-مندوب	۴-حرام
۵-مکروہ تحریمہ	۶-مکروہ تنزیہ	۷-مباح	

حنفی فقہاء شرعی اعتبار سے فرض کو واجب کا مترادف قرار نہیں دیتے البتہ لغوی طور پر فرض بعض مدلولات میں بطور مترادف واجب کے ہم معنی استعمال ہوتا ہے۔ حنفی فقہاء اس بات میں تو جمہور فقہاء کے ساتھ متفق ہیں کہ فرض اور واجب دونوں لازمی ہوتے ہیں البتہ ان کے نزدیک دونوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ فرض میں لزوم بلا شبہ قطعی دلیل سے ثابت ہوتا ہے جب کہ واجب میں لزوم ظنی دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ آسان زبان میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ واجب میں لزوم فرض کی نسبت کم ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی شرعی فعل کی ادائیگی میں فرض چھوٹ جائے تو مذکورہ فعل باطل قرار پائے گا مثلاً فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر عرفہ میں وقوف چھوٹ جائے تو حج ہی باطل ہو جائے گا کیوں کہ یہاں فرض کی ادائیگی میں ترک لازم آتا ہے۔ لیکن اگر صفا اور مروہ کے درمیان سعی چھوٹ جائے تو حج باطل نہیں ہوتا کیوں کہ سعی دلیل ظنی سے ثابت ہوتی ہے۔

---

[14] Muḥammad bin Ismāīl Bukhārī, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥiḥ, Kitāb al-Zakāt, Hadith No: 1477.

[15] Al-Nūr, 61:23.

حنفی فقہاء کے نزدیک فرض اور واجب میں ایک دوسرا فرق بھی پایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ فرض کا منکر کافر ہو جاتا ہے مثلاً فرض نماز اور زکاۃ کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ ان میں ایسے حکم کا انکار پایا جاتا ہے جو شارع کی جانب سے دلیل قطعی کے ساتھ بلا شک وشبہ ثابت ہوتا ہے لیکن دلیل ظنی سے ثابت شدہ لازمی امور کا منکر کافر نہیں ہوتا۔[16]

فرض واجب، مندوب اور ان کی اقسام کی عملی افادیت و اہمیت

فقہاء اسلام نے تکلیفی احکام کی فرض / واجب اور مندوب میں تقسیم کو بڑی شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ جس سے نہ صرف احکام شریعت کی وسعت و افادیت ظاہر ہوتی ہے بلکہ ان احکام پر عمل کرنے میں آسانی کے پہلو کی اہمیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔ فرض اور واجب کی ابتدائی تقسیم کے بعد واجبات کو ان کی مقررہ حدود، ترجیحات کی تعیین، وقتِ ادائیگی کے مطلق یا مقید ہونے اور واجب موقت کی تقسیم میں عقلی تقاضوں کے علاوہ ادائیگی وجوب کی نوعیت کے لحاظ سے مفصل مباحث بیان کی گئی ہیں۔ فرض / واجب کی اصطلاحات کے تحلیلی جائزہ کے علاوہ مندوب / مستحب کو سنت موکدہ (ھدی)، سنت غیر موکدہ (نافلہ) اور سنتِ زائدہ جیسی اصطلاحات سے واضح کیا گیا ہے۔

وجوب: هو الزام المكلف بالفعل على نحو يشعر بالعقوبة على تركه و قد يكون.
ذلك بما يدل على الالزام بمادته

واجب سے مراد ایسا فعل ہے جس کا کرنا مکلف پر لازمی ہو اور اُس کے ترک کرنے پر سزا کی خبر دی گئی ہو۔

نیز اس فعل کے لازمی ہونے پر نص کے الفاظ خود دلالت کرتے ہوں۔ مثلاً

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ[17]

"فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے۔"

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا۔[18]

"یہ ایک عظیم الشان) سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی ہے اور ہم نے فرض کیا ہے اس (کے احکام) کو۔"

وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ[19]

"اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے۔"

حنفی مکتب فکر میں واجب کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ فرض

ما ثبت بدليل قطعي الثبوت والدلالة

ایسا حکم فرض کہلاتا ہے جو قطعی الثبوت دلیل یا دلالت سے ثابت ہو۔

---

16 Muḥammad Abū Zohrā, Uṣūl al-Fiqh, (1958 AD) (Egypt: Dār al-Fikr Al-ʿArbī), 26.

17 Al-Baqarah, 183:2.

18 Al-Nūr, 1:24.

19 Banī Isrāʾīl, 23:17.

۲۔ واجب

ما ثبت بدليل ظنی الثبوت والدلالة

ایسا حکم جو ظنی الثبوت دلیل یا دلالت سے ثابت ہو۔ حنفی فقہاء واجب کو فرض عملی بھی کہتے ہیں۔

مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَاقْرَؤُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرآن[20]

"پس تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔"

یہ آیت اپنے تواتر کے اعتبار سے قرات قرآن کی فرضیت کا تقاضا کرتی ہے خواہ مقدار قرآت کچھ بھی ہو اور "قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب "۔[21] یہ حدیث شریف ایک اصولی حکم ہے کہ جو نماز میں سورت فاتحہ کے پڑھنے کو لازم قرار دیتی ہے لیکن یہ فرضیت فاتحہ کا فائدہ نہیں دیتی کیوں کہ یہ ظنی الدلالت ہے لہذا اس بات کا امکان ہے کہ اس مراد یہ ہو کہ سورت فاتحہ پڑھے بغیر نماز کامل نہ ہو گی لہذا قرآتِ فاتحہ واجب ہو گی اور اس کے چھوٹ جانے سے نماز باطل نہ ہو گی البتہ مکروہ تحریمہ قرار پائے گی۔[22] اسلامی اصول قانون کے ماہرین نے واجب کی بحث کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے اور یوں ہر پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے واجب کو مندرجہ ذیل اقسام میں بیان کیا ہے۔

۱۔ (i)واجب محدود (ii)واجب غیر محدود

۲۔ (i)واجب معین (ii)واجب مخیر

۳۔ (i)واجب مطلق (ii)واجب موقت (موسع - مضيق - ذو الشبهين)

۴۔ (i)واجب عینی (ii)واجب کفائی

ذیل میں ترتیب وار سب اقسام کی دلائل کی روشنی میں وضاحت پیش کی جاتی ہے تاکہ ان علمی مباحث کی عملی افادیت اور معاشرتی اہمیت کو واضح کیا جا سکے۔

۱۔ مقررہ حد کی تعیین یا عدم تعیین کے لحاظ سے واجب کی اقسام

(i)واجب محدود

وهو الذي عين له الشارع قدراً محدوداً لا تبرأ الذمة الا بادائه

ایسا واجب کہ جس کے لئے شارع نے مقررہ حد کا تعین کیا ہو اور جب تک اسے ادا نہ کر لیا جائے یہ واجب مکلف کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا مثلاً پانچوں فرض نمازوں، زکاۃ، اور دیون مالیہ کی ادائیگی ایسا واجب جس کی ادائیگی کو شارع نے کسی مقررہ حد تک متعین نہ کیا ہو مثلاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، انفاق فی سبیل اللہ، جہاد، نیکی اور تقویٰ سے متعلق کاموں میں تعاون کرنا وغیرہ۔

---

[20] Al-Mudathir, 20:73.

[21] Muḥammad bin Ismāīl Bukhārī, Al-Jāmi‘ al-ṣaḥiḥ, Bāb ṣifat al-ṣalāt, 756.

[22] Muḥammad Ibrāḥīm Salqainī, Al-Muyassar Fī Usūl al-Fiqh,206.

(ii)واجب غیر محدود

و هو الذي لم يعين له الشارع قدراً محدوداً

۲-شرعی مقصود کے تعین یا عدم تعین کے لحاظ سے واجب کی اقسام:

(i)واجب معین

اذا طلبه الشارع بعينه من غير تخيير بين افراد مختلفة

جب شارع صرف اور صرف مطلوبہ فعل ہی کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور ادائیگی میں کسی قسم کا کوئی ترجیحاتی اختیار نہ ہو۔ یہاں مطلوب صرف ایک ہی ہوتا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکاۃ، حج۔ مکلف کو ہر صورت میں ان واجبات کو ہی ادا کرنا ضروری ہوتا ہے یہاں کسی قسم کی کوئی ترجیحات نہیں ہوتیں۔

(ii)واجب مخیر

اذا طولب المكلف فيه لواحد من عدة امور مختلفة

اس صورت میں مکلف پر کئی مختلف مطلوبہ امور میں سے کسی ایک کی ادائیگی لازم ہوتی ہے مثلا کفارہ یمین کی ادائیگی میں انتخابی اختیار کا ہونا یعنی حانث کو کفارہ کی ادائیگی کے لئے مقررہ امور میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کا اختیار حاصل ہے مثلاً درج ذیل قرآنی آیت میں محولا بالا انتخابی اختیار کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ وَلَكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ الخ [23]
لیکن اللہ تعالیٰ باز پرس کرے گا تم سے اُن قسموں پر جن کو تم پختہ کر چکے ہو تو اُس کے توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ۔

۳-ادائیگی وقت کی تعین یا عدم تعین کے لحاظ سے واجب کی اقسام:

(i)واجب مطلق

اذا لم يعين الشارع لا دئه وقتاً

جب واجب کی ادائیگی کے لئے شارع نے کوئی خاص وقت معین نہ کیا ہو مثلاً کفارات اور نذر صیام کی ادائیگی۔ اس قسم کے واجب امور غیر معین وقت میں کیے جاسکتے ہیں۔

(ii)واجب مؤقت

اذا عين الشارع لادائه وقتاً محدوداً

جب شارع نے کسی فعل کی ادائیگی کے لئے وقت کی حد کا تعین کر دیا ہو تو ایسے فعل کو واجب موقت کہا جاتا ہے مثلاً پانچ فرض نمازوں، رمضان کے روزوں اور حج کی ادائیگی کے لئے وقت کی حد متعین کر دی گئی ہے۔ واجب موقت کی درج ذیل تین صورتیں بنتی ہیں۔

۱-واجب موسع ۲-واجب مضیق ۳-واجب ذوالشبھین

---

[23] Al-Māidah, 89:5.

(i)واجب موسع

و ھو ما یسع مع الواجب غیرہ من جنسہ

ایساواجب جس کی ادائیگی کاوقت اُسی جنس کے دوسرے واجب تک پھیلاہواہوجیسے نمازِ پنجگانہ۔

(ii)واجب مضیق

وھو مالا یسع مع الواجب غیرہ من جنسہ

ایساواجب جس کی ادائیگی کاوقت اُسی جنس کے اگلے واجب تک نہ پھیلا ہو مثلاً صحت مند مقیم شخص کے لئے رمضان کے روزوں کی ادائیگی۔

(iii) واجب ذوا لشبھین

ایساواجب جس کی واجب موسع اور واجب مضیق میں سے کسی ایک کے ساتھ مماثلت ہونے کاشبہ ہو مثلاً حج بیت اللہ کی ادائیگی کاوقت، شوال، ذوالقعدہ اور دس دن ذوالحج کے ہیں لہذا یہ واجب موسع کہلائے گاجب کہ مکلف چوں کہ ایک سال میں صرف ایک دفعہ ہی حج کر سکتاہے تواس لحاظ سے واجب مضیق بھی کہلائے گا۔[24]

۴-نوعیت وجوب کے تعین کے اعتبار سے واجب کی درج ذیل دوقسمیں بنتی ہیں۔

(i)واجب عینی

اذا طولب بادائہ کل مکلف بحیث لا یسقط الطلب عنہ الا اذا اداہ ھو ولا یسقط عنہ اذا اداہ غیرہ

ایساواجب جس کی ادائیگی کامطالبہ ہر مکلف سے اس حیثیت میں کیاجاتاہے کہ اس مکلف کے بذات خود ادا کرنے سے ہی وہ واجب ساقط ہوتاہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرااُسے ادانہیں کر سکتا جیسے نماز روزہ۔

(ii)واجب کفائی

اذا طولب بادائہ مجموع المکلفین الخ

ایساواجب کہ جس کی ادائیگی کامطالبہ توتمام مکلفین سے کیاجاتاہے لیکن اگر اُن میں سے کچھ افراد اُس واجب فعل کواداکردیں توبقایاافراد کے ذمہ سے اُس کی ادائیگی ساقط ہوجاتی ہے۔البتہ اگر ان میں سے کوئی فرد بھی ادانہ کرے توسب مکلفین گناہ گار قرار پائیں گے مثلاً میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، نماز جنازہ پڑھنااور اُسے دفن کرنا، امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا)، ڈوبنے والے اور جلتے ہوئے کوبچانا، شعبہ قضا(محکمہ انصاف)اور محکمہ افتاء کوبطور پیشہ اختیار کرنا، گواہی دینا، مختلف صنعتوں کوبطور پیشہ اختیار کرنا، اور مختلف علوم وفنون (سائنسز اور معاشرتی علوم وغیرہ) کوسیکھنا۔

یہاں اس بات کوبیان کرناضروری ہے کہ اگر واجب کفائی صرف ایک ہی فرد میں پایاجائے تووہ واجب عینی کی حیثیت اختیار کرجاتاہے جیسے اگر علاقے شہر میں ایک ہی ڈاکٹر ہوتوایسی صورت میں مریضوں کی حاجت روائی کرنااُس پر فرض عین ہوجائے گا۔واجب کاشرعی حکم یہ ہے کہ ایسے فعل کی ادائیگی پر ثواب جب کہ چھوڑنے یاترک کرنے پر سزاہوتی ہے۔[25]

---

[24] Muḥammad Ibrāḥīm Salqainī, Al-Muyassar Fī Usūl al-Fiqh, 207-9.

[25] Muḥammad Ibrāḥīm Salqainī, Al-Muyassar Fī Usūl al-Fiqh, 211.

مندوب

هو ما طلب الشارع فعله طلبا غير جازم

ایسا فعل جس کا انجام دینا شارع کے نزدیک مطلوب ہو لیکن وہ فرض یا واجب کے زمرے میں شمار نہ ہو۔ مندوب کو عرف عام میں مستحب کی اصطلاح کے ساتھ بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ مستحب فعل کی ادائیگی پر مکلف کو ثواب دیا جاتا ہے جب کہ اس کے ترک کرنے پر کوئی عقاب (سزا) نہیں ہے تاہم ایسے فعل کا ادا کرنا اس کے ترک کرنے کے مقابلے میں افضل و اولی قرار پاتا ہے۔

مندوب مستحب کی تین اقسام بیان کی گئی ہیں۔

I) سنت ھدی

ما يعتبر فعله مكملا للواجبات الدينية

ایسے افعال جن کی انجام دہی واجبات دینیہ کی تکمیل کا ذریعہ ہو جیسے اذان، نماز باجماعت کا اہتمام اور ایسے تمام افعال یا امور جن کو سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ادا کرنے کا اہتمام کیا ہو سوائے یہ کہ شاذ و نادر اُسے ترک بھی کیا ہو تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ترک عمل اُن افعال / امور کے واجب نہ ہونے کی دلیل بن جائے مثلاً فجر، ظہر اور مغرب کی نمازوں کی سنتوں کی ادائیگی۔

عرف عام میں مندوب کی اس قسم کو سنت مؤکدہ ابدی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے ادا کرنے پر ثواب ملتا ہے جب کہ ترک کرنے پر ملامت و عتاب کا اظہار کیا گیا ہے۔

ii) نفل

ما كان من القربات و فعله رسول الله ﷺ احياناً و تركه احياناً.

ایسا فعل جو نیک کاموں میں شمار ہوتا ہو اور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کبھی کبھی ادا کیا ہو اور کبھی کبھی چھوڑ دیا ہو مثلاً زکاۃ کے علاوہ صدقات کی ادائیگی، نماز عصر کی سنتیں۔

مندوب مستحب کی اس قسم کو سنت غیر مؤکدہ / نافلہ بھی کہا جاتا ہے۔ ایسے مندوب فعل کے ادا کرنے والے کو ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ترک کرنے والے پر کوئی ملامت یا عتاب نہیں ہوتا۔

(iii) سنن زائدہ

ایسے افعال جو سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن عادات طیبہ حسنہ پر مشتمل ہیں جو بہ تقاضائے بشریت یعنی انسانی ضروریات کے پیش نظر انجام دی گئیں مثلاً کھانا، پینا، لباس پہننا، سونا، چلنا، پھرنا وغیرھا ایسے امور کمالیہ (اعلیٰ درجے کی عادات) کی پیروی کرنا ادب و فضیلت کے زمرے میں آتا ہے اور سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ مضبوط وابستگی اور شدت محبت کا ثبوت ہے۔[26]

مندوب فعل کو نفل، سنت، تطوع، مستحب اور احسان جیسے الفاظ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے ان تمام الفاظ میں مندوب میں پائے جانے والے معنی کی طرف اشارہ ملتا ہے نیز ان میں سے ہر ہر لفظ اصطلاح میں مندوب کا مقصد بھی پایا جاتا ہے۔[27]

---

[26] Muḥammad Ibrāḥīm Salqainī, Al-Muyassar Fī Usūl al-Fiqh, 211.

[27] Muḥammad Abū Zohrā, Uṣūl al-Fiqh, 34.

حرام، مکروہ اور مباح احکام کی عملی افادیت اور اہمیت

فقہاء اسلام نے فرض / واجب اور مندوب کی اصطلاحات کے تحلیلی جائزہ ہی کے نمونہ کی طرز پر "حرام، مکروہ اور مباح" جیسی متقابل اصطلاحات کا بھی تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے۔ جس سے کماحقہ آگاہی سے متعلقہ شرعی احکام کی عملی افادیت اور اہمیت دوچند ہو جاتی ہے۔ زیر تحقیق بحث میں حرمتِ افعال کے فقہی قواعد وضوابط کے ساتھ ساتھ نتائج و اثرات کے اعتبار سے حرمتِ افعال اور مکروحات کی ضمنی تقسیم کو مکمل دلائل اور مثالوں سے نمایاں کیا گیا ہے۔ آخر میں مباحات اور ان کی شناخت کے متفرق قواعد وضوابط کو نصوص قرآنی جیسے قطعی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ نیز مباح امور کی انجام دہی میں پوشیدہ حکمتوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔ جس سے مباح امور / افعال پر عمل پیرا ہونے کی افادیت واہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

حرام ایسے فعل کو کہا جاتا ہے شارع نے جس کے ترک کو لازم قرار دیا ہو اور جس کے کرنے پر سزا مقرر کی ہو۔ حرام کی اصطلاح واجب کی متضاد ہے کیوں کہ حرام امر میں شارع کا مطالبہ اس سے بچنے اور اسے چھوڑ دینے کا ہوتا ہے جب کہ واجب میں شارع کا مطالبہ اسے ادا کرنے کا ہوتا ہے۔[28]

حرمت فعل کے ثبوت کے مختلف طریقے:

حرمت فعل کبھی نص کے الفاظ سے ثابت ہوتی ہے جیسے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ[29]

"حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں"

حرمت فعل کبھی نہی کے صیغوں سے ثابت ہوتی ہے جیسے

تِلْكَ حُدُودُ اللهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا[30]

"یہ حدیں ہیں اللہ کی سو ان سے آگے نہ بڑھو۔"

حرمت فعل کبھی امر اجتناب پر مبنی ہوتی ہے جیسے وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا الخ۔[31]

"اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود ہے"۔

حرمت فعل کبھی توعد یعنی دھمکی آمیز الفاظ سے ثابت ہوتی ہے جیسے

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْماً إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَاراً۔[32]

"بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال سے، وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ۔"

یہاں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ حنفی مکتب فکر حرمت افعال کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

---

[28] Muḥammad bin Muḥammad al-Ghazzālī, Al-Muṣṭṣfā min Ilm al-Uṣūl (Qum: Manshūrāt al-Sharīf al-Razī), 76:1.

[29] Al-Nisa', 33:3.

[30] Al-Baqarah, 229:2.

[31] Al-Baqarah, 278:2.

[32] Al-Nisa', 10:3.

i)حرام ii)مکروہ تحریمی

i)حرام

وہ فعل جس کو ترک کرنے کا لزوم قطعی دلیل سے ثابت ہوتا ہو حرام کہلاتا ہے۔

ii)مکروہ تحریمی

ایسا فعل جس کو ترک کرنے کا لزوم ظنی دلیل سے ثابت ہوں۔[33]

حرام کی دو اقسام ہیں۔

۱)حرام لذاتہٖ ۲)حرام لغیرہ

۱)حرام لذاتہٖ:

هو ما حكم الشارع بتحريمه ابتداء الخ

ایسا فعل جو شارع کے حکم سے ابتداء اور اصلاً حرام ہوتا ہے کیوں کہ مفسدہ(برائی / خرابی)اس فعل کی اپنی ذات میں پایا جاتا ہے مثلاً زنا کاری، چوری، بغیر طہارت نماز کی ادائیگی، مردار کھانا، محارم کے ساتھ نکاح، خمر (شراب) پینا، خنزیر کا گوشت کھانا، کسی نفس کو ناحق قتل کرنا، اور لوگوں کے اموال باطل (ناجائز) طریقے سے کھانا وغیرھا۔

۲)حرام لغیرہ

و هو ما يكون مشروعا فى الاصل و اقترن به عارض اقتضى تحريمه۔

ایسا فعل جو ابتدا اور اصلاً تو حلال ہو لیکن بعد ازاں کسی مانع یا روکاوٹ کے لاحق ہو جانے سے حرام اور ممنوع ہو جائے جیسے غصب شدہ لباس میں نماز کی ادائیگی، ملاوٹ والی اشیاء فروخت کرنا، نماز جمعہ کی اذان کے وقت تجارت (خرید و فروخت) کرنا، عید کے دن روزہ رکھنا اور صوم وصال وغیرہ۔ اصلاً مذکورہ بالا تمام افعال جائز ہیں اور ان کی ذات میں کوئی خرابی یا نقصان کا عنصر نہیں ہے البتہ کسی ناجائز خارجی امر کے لاحق ہو جانے کی وجہ سے یہ افعال حرمت کے دائرے میں آ گئے ہیں۔[34]

مکروہ:

ایسا فعل شارع نے جس کو ترک کرنے کا مطالبہ لازمی طور پر نہ کیا ہو۔ مکروہ فعل میں ترک فعل کے مطالبہ کو ترجیح دی گئی ہو۔ مکروہ افعال / امور کو جاننے کے لئے تین مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں۔

(I)عبارت / کلام میں ایسے صیغہ یا الفاظ کا استعمال جو اصلاً کراہت پر دلالت کرتے ہوں مثلاً

ان الله يكره قيل و قال و كثرة السؤال و اضاعة المال۔[35]

(I) سیدنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول مبارک سے کسی فعل کے مکروہ ہونے پر راہنمائی ملنا۔

33 Muḥammad Abū Zohrā, Uṣūl al-Fiqh, 214-15.

34 Wahbā al-Zuhailī, Usūl al-Fiqh al-Islāmī (Damishq: Dār al-Fikr, 2006 AD), 87-88.

35 Muḥammad bin Ismāīl Bukhārī, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥiḥ, Kitāb al-Zakāt, Ist Edition 1991 AD) Hadith No: 1477.

(ii) کسی فعل سے رکنے کی نہی اس طرح پائی جائے کہ اس میں فعل کی انجام دہی پر حرمت کی بجائے کراہت کا قرینہ بھی پایا جائے مثلاً
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَسألُوا عَن أشياء ..... الخ[36]

"اے ایمان والو- مت پوچھا کرو ایسی باتیں.

اس آیت میں نہی سے مراد مکروہ ہونا ہے کیوں کہ کراہت کا قرینہ اسی آیت کے دوسرے حصہ میں وَإِن تَسْأَلُواْ عَنْهَا [37] کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لئے تو بُری لگیں تمہیں میں پایا جاتا ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک مکروہ کی درج بالا صرف ایک ہی قسم ہے جب کہ حنفی مکتب فکر کے مطابق مکروہ کی دو اقسام ہیں۔

i) مکروہ تحریم II) مکروہ تنزیہہ

ii) مکروہ تحریم

ایسا فعل جس کے ارتکاب سے شارع نے لازمی طور پر روکا ہو مگر یہ مطالبہ قطعی کی بجائے ظنی دلیل سے ثابت ہو مثلاً پیغام نکاح کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا پیغام نکاح دینا، ایسے فعل کا مرتکب سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے گو کہ ایسے فعل کے منکر کو کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ii) مکروہ تنزیہہ

ایسا فعل کہ جس سے رکنے کا مطالبہ تو شارع نے کیا ہو مگر حتمی اور لازمی طور پر نہ ہو مثلاً گھوڑوں کا گوشت کھانا، شکاری پرندہ کے مستعمل (جوٹھا یعنی جس سے اُس پرندہ نے پانی پیا ہو) پانی سے وضو کرنا۔ ایسے فعل کے مرتکب کے لئے کوئی سزا یا مذمت نہیں ہو گی البتہ اس کا فعل خلاف اولی کے
زمرے میں شمار ہو گا۔[38]

مباح

ایسا امر جس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں کا حکم ایک جیسا ہو اور کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہ ہو نیز جس کے کرنے یا چھوڑنے کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجازت ہو۔ مزید یہ کہ جس کے مرتکب یا چھوڑنے والے کی نہ تو مذمت کی گئی ہو اور نہ ہی تعریف۔

مباح امور / افعال کی شناخت درج ذیل چار مختلف طریقوں سے کی جا سکتی ہے۔

یہ کہ نص کی عبارت میں کسی امر کو نفی حرج، نفی جناح، یا نفی اثم میں سے کسی ایک اصطلاح سے تعبیر کیا گیا ہو مثلاً
لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ۔[39]

نہ اندھے پر کوئی حرج ہے۔

---

[36] Al-Māidah, 101:5.

[37] Al-Māidah, 101:5.

[38] ‘Abdul Karīm Zeidān, Al-Wajīz fī Usūl al-Fiqh, 37-8.

[39] Al-Nūr, 21:24.

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔[40]

اور کوئی گناہ نہیں تم پر۔

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔[41]

دلیکن جو مجبور ہو جائے درآنحالیکہ وہ سرکش نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

ایسا امر افعل جس کی تعبیر لفظ" حلت سے کی گئی ہو مثلاً

أُحِلَّتْ لَكُم بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ۔[42]

حلال کیے گئے ہیں تمہارے لئے بے زبان جانور۔

iii)ایسا حکم جس میں" اباحت کا قرینہ پایا جائے مثلاً

وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا[43]

اور جب تم احرام کھول چکو تو تم شکار کر سکتے ہو۔

iv **استصحاب حال:** ایسے معاملات جن کے خلاف شرع ہونے کی کوئی دلیل نہ ہو جیسے کھانے پینے کی وہ تمام اشیاء جن کی حرمت پر کوئی شرعی دلیل موجود نہ ہو۔ مکلف کو مباح امور / افعال کے کرنے یا انہیں چھوڑنے کا اختیار حاصل ہے۔ دونوں صورتوں میں نہ تو کوئی ثواب ہے، نہ سزا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی علامت۔ البتہ اگر مباح امور / افعال اس نیت سے کیسے جائیں کہ ان کے کرنے سے واجبات اور سنن کی ادائیگی میں مدد ملے گی تو تب ایسے مباح امور / افعال کی ادائیگی باعث ثواب ہو گی۔

خلاصہ بحث:

زیر نظر مضمون کا حاصل تحقیق یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر پائے جانے والے فقہی اختلافات کی متعدد وجوہات میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ احکام کی شرعی حیثیت کا تعین کیے بغیر رائے قائم کرلی جائے۔ خصوصاً جب احکام کی فقہی نوعیت کا مناسب علم نہ ہو۔
اس تحقیقی مضمون میں علماء اصولیین کی تحقیقات کی روشنی میں احکام خمسہ کی حیثیت و نوعیت کا تعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حکم شرعی کی اقسام (تکلیفی و وضعی) کی وضاحت کے علاوہ فقہی قواعد (واجب) مستحب، حرام، مکروہ، مباح کی تحقیقی بحث کے بعد حنفی مکتب فکر کے مطابق احکام شرعیہ کے قواعد کی تقسیم میں بیان کیے گئے فرق کو واضح کیا گیا ہے۔
حد، وقت اور نوعیت کی تعیین وعدم تعیین کی روشنی میں فرض اور واجب کی اقسام کا تفصیلاً محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ اس طرح مندوب و مستحب کے فقہی تصورات و اصطلاحات کو دلائل و امثلہ کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔ مضمون کے آخری حصہ میں حرام، مکروہ اور مباح کے فقہی عنوانات کا قرآنی نصوص اور دیگر دلائل کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔

[40] Al-Baqarah, 235:2.
[41] Al-Baqarah, 173:2.
[42] Al-Māidah, 1:5.
[43] Al-Māidah, 2:5.